امام ابن تیمیہ

شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ ان نادر روزگار شخصیتوں میں سے ایک ہیں جو روز روز دنیا میں نہیں آتیں اور جن کی روشنی اور تابانی ایک عالم کو منور کر جاتی ہے۔

آپ شام کے ایک مشہور علمی خاندان میں ۱۰ ربیع الاول ۶۶۱ھ کو پیدا ہوئے۔ والدین نے آپ کا نام احمد رکھا' بعد میں ان کا لقب تقی الدین اور کنیت ابوالعباس رکھی گئی۔ آپ پانچ سال تک اسی بستی حران میں مقیم رہے جس میں آپ کی ولادت ہوئی تھی اور چھ برس کی عمر میں اپنے والد کے ساتھ دمشق آگئے اور یہاں **"دارالحدیث السکریتہ"** اور **"مدرستہ ابی عمر"** میں علم حاصل کرتے رہے۔

آپ کی زیرکی اور ذہانت کا عالم یہ تھا کہ جب بھی کسی عبارت یا کتاب کو ایک مرتبہ پڑھ لیتے تو اسے دوبارہ دیکھنے کی ضرورت محسوس نہ کرتے اور وہ ہمیشہ کے لئے آپ کے ذہن میں مرتسم ہو جاتی۔

حافظ ابن عبدالہادی نے اپنے تذکرہ **العقود الدریتہ** میں ایک روایت بیان کی ہے کہ ---

"ایک مرتبہ دمشق میں حلب کے ایک بہت بڑے عالم تشریف لائے تو انہوں نے شہر کے ایک نوخیز لڑکے احمد بن تیمیہؒ کے سرعت حفظ کا شہرہ سنا۔ چنانچہ ایک دن وہ آپ کے مدرسے کی راہ میں کھڑے ہو گئے اور جب چھوٹے سے ابن تیمیہؒ ادھر سے گزرنے لگے تو انہوں نے ابن تیمیہؒ کو روک لیا اور ان سے تختی پر تیرہ حدیثیں لکھوائیں جب ابن تیمیہؒ لکھ چکے تو انہوں نے ان حدیثوں کو پڑھنے کا حکم دیا۔ مستقبل کے امام الانام شیخ الاسلام نے تختی پر ایک نظر ڈالی اور اسے اس عالم کو تھماتے ہوئے کہا کہ۔

"اس کے لئے تختی دیکھنے کی بھی ضرورت نہیں' میں ان احادیث کو زبانی ہی سنا دیتا ہوں"

وہ شیخ اس پر بڑے متعجب ہوئے اور دوبارہ چند حدیثیں لکھوائیں۔ نو عمر ابن تیمیہؒ نے دوبارہ اسی طرح صرف ایک نظر ڈالنے کے بعد احادیث مکتوبہ کو زبانی سنا دیا اس شیخ حلب نے فرط تعجب

سے بے ساختہ کہا کہ۔

"اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو دنیا میں بڑا نام پیدا کرے گا کہ میں نے اس بلا کا حافظہ نہیں نہیں دیکھا"

امام ابن تیمیہؒ ابھی سترہ برس کے نہیں ہوئے تھے کہ ان کے جلیل القدر استاذ قاضی شرف الدین المقدسیؒ نے انہیں مسند افتاء کو زینت بخشنے کی اجازت مرحمت فرما دی اور بائیس برس کی عمر میں حکومت نے انہیں دمشق کے عظیم ترین مدرسہ "دارالحدیث السکریہ" میں شیخ الحدیث کے منصب بلند پہ فائز کر دیا جس پر اپنی وفات تک ان کے والد شیخ عبدالحلیمؒ براجمان رہ چکے تھے۔ امام ابن تیمیہؒ نے جب اس مدرسہ میں پہلا درس دیا تو اس میں آپ کے علم و فضل کی شہرت کی بنا پر قاضی القضاۃ شیخ بہاؤ الدین یوسف الشافعیؒ اور شیخ الاسلام تاج الدین الفرازیؒ اور شیخ زین ابو حفص عمر المکیؒ اور شیخ زین الدین ابوالبرکات بن المنجیؒ ایسے نامور علماء و قضاۃ موجود تھے۔ امام ابن تیمیہؒ نے اس درس میں صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے متعلق اس قدر نکات بیان کئے کہ تمام سامعین حیران رہ گئے اور شیخ الاسلام تاج الدین الفرازیؒ نے تو خود اپنے ہاتھ سے اس تقریر کو قلم بند کر کے مدرسہ کے کتب خانے میں محفوظ کر دیا تاکہ آنے والی نسلیں بھی اس سے استفادہ کرتی رہیں۔

دارالحدیث میں تدریس کے دوران ان کا انداز یہ ہوتا تھا کہ کسی بھی مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے پہلے قرآن حکیم سے دلائل پیش کرتے پھر حدیث نبویؐ سے اور اس کے بعد اقوال فقہاء اور آراء صحابہؓ و تابعینؒ کو پیش کرتے اور ائمہ مجتہدین اور فقہاء کے اقوال کو پیش کرتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھتے کہ کسی ایک کی رائے سے تقلید کی بجائے حق کی حمایت و تائید کریں۔ چاہے وہ کسی جانب سے بھی ہو' تحریر و تقریر اور خطبات و فتاویٰ میں بھی آپ کی روش یہی تھی۔

۲ محرم الحرام ۶۸۳ھ میں آپ دارالحدیث میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے اور ۱۰ صفر المظفر ۶۸۳ھ میں آپ نے جامع دمشق میں ہر جمعہ کو تفسیر قرآن کا درس دینا شروع کیا۔ اس کی اس قدر شہرت ہوئی کہ دور دراز سے لوگ آپ کا درس سننے کے لئے آتے' یہاں تک کہ ابن کثیر کے الفاظ میں۔

کان یجتمع عندہ الخلق الکثیر والجم الغفیر..... و صارت بذکرہ الرکبان فی سائر الاقالیم والبلدان

"کہ خلق کثیر اور جم غفیر کا اجتماع ہوتا اور تمام علاقوں اور شہروں میں ان کے نام کی شہرت ہو گئی۔" (البدایہ و النہایہ ج ۱۴ ص ۱۱)

۲۹ برس کی عمر میں آپ کو منصب قضا پیش کیا گیا آپ نے صرف اس لئے اسے ٹھکرا دیا کہ آپ حکومت کی منشا پر صرف متاخرین اشاعرہ کے مسلک کی پابندی کے لئے تیار نہ تھے بلکہ ان کے برعکس وہ عقائد میں محدثین کے مذہب کے پیرو اور پابند تھے۔ اسی بنا پر وہ جامع دمشق میں درس تفسیر کے دوران کئی دفعہ اپنی مخالفت مول لے چکے اور اپنے خلاف مظاہرے دیکھ چکے۔

امام ابن تیمیہؒ صرف بزم ہی کے نہیں بلکہ رزم کے انسان بھی تھے۔ چنانچہ تاتاریوں نے جب دمشق پر اور شام پر یلغار کی تو امام نہ صرف پچھلی صفوں میں لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیتے اور اللہ کی راہ میں قربانی دینے پر انگیخت کرتے بلکہ اگلی صفوں میں کھڑے ہو کر پروانہ وار نیزوں اور تلواروں کے وار اپنے سینے پر بھی روکتے یہاں تک کہ مورخین نے لکھا ہے کہ۔

"شام و مصر کے مسلمانوں کو تاتاریوں کے مقابلہ میں صف آرا کرنے میں بہت بڑا ہاتھ امام ابن تیمیہؒ کا ہے کہ اگر وہ نہ ہوتے یا ان کی ایمان بھری تقریریں اور تحریریں مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ نہ کرتیں تو کوئی بھی تاتاریوں کی راہ میں مزاحم ہونے پر تیار نہ ہوتا اور پھر جب مسلمان تاتاریوں کے مقابلہ پر پوری طرح کمربستہ ہو گئے تو امام ابن تیمیہؒ گھر جا کر نہیں بیٹھ گئے بلکہ عام سپاہیوں کے دوش بدوش داد شجاعت دیتے رہے یہاں تک معرکہ شقحب میں جب زور کا رن پڑا تب امام ابن تیمیہؒ نے امراء لشکر میں سے ایک سے کہا۔

"مجھے وہاں لے چلو جہاں موت اپنے پر پھیلائے کھڑی ہو"

امیر عساکر نے آپ کے اصرار پر آپ کو اس مقام پر پہنچا دیا جہاں پر چہار طرف سے تاتاریوں کے تیر برس رہے تھے۔ امام نے وہاں پہنچ کر اپنے ہاتھ دعا کے لئے اٹھا دیئے اور دیر تک آسمان کی طرف نگاہیں بلند کئے دعا مانگتے رہے پھر میان سے تلوار نکالی اور عقاب کی طرح دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ اور اس دلیری' بہادری اور جان بازی سے لڑے کہ بڑے بڑے جوانمردوں اور آبائی سپہ گروں نے بے ساختہ آپ کی تعریف و توصیف کی اور آپ کی شجاعت کو خراج تحسین پیش کیا اسی معرکہ میں تاتاریوں کو وہ شکست نصیب ہوئی کہ اس کے بعد پھر کبھی انہیں شام پر حملہ کی جرات نہ ہو سکی"

تاتاریوں کی جنگ سے فراغت کے بعد امام ابن تیمیہؒ سابق کی طرح ہمہ تن دین کی خدمت میں مشغول ہو گئے اور ان بدعات و رسوم کے خلاف قلمی اور لسانی جہاد کا آغاز کیا جو اس وقت تک مسلمانوں میں رواج پا چکی اور دین کا ایک حصہ بن چکی تھیں۔

ساتویں صدی ہجری اس لحاظ سے منفرد خصوصیت کی حامل ہے کہ اس میں جس قدر بدعات کو فروغ حاصل ہوا کسی اور زمانے میں نہیں ہوا باوجودیکہ علماء مجتہدین اس زمانے میں بڑی کثرت سے موجود تھے اور درس و تدریس کا سلسلہ پورے زور و شور سے جاری تھا ان مشرکانہ رسوم اور بدعات کی طرف کسی نے توجہ نہ دی تاآنکہ امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے خلاف بھرپور جدوجہد اور جہاد کا آغاز کیا رجب اور شعبان کی بدعتوں پر آپ نے تفصیلی کتابیں لکھیں اور بے شمار مناظرے کئے۔ صلوۃ الرغائب' حولی شہری اور اسبوعی خود ساختہ نمازوں کا خاتمہ کیا وہ تھان توڑے جن کو مسلمانوں نے خوش عقیدگی کی بنا پر عبادت گاہوں کا درجہ دے دیا تھا۔ گدڑی پوش فقیروں کی اصلاح کی جو بھنگ و افیون کے نشہ میں سرمست' شریعت کی تمام حدوں کو توڑ بیٹھے اور لوگوں کی عقیدتوں کا مرکز و محور بن چکے تھے' ولایت اور شعبدہ بازی کے درمیان فرق کیا اور لوگوں کو ان میں امتیاز کرنے کا طریقہ سمجھا دیا۔ لوگوں کو جاہل واعظوں' ان پڑھ مولویوں اور خود ساختہ پیروں اور مشائخ کے چکر سے نکالا' اور اقاویل رجال سے ہٹ کر کتاب و سنت کی پیروی کا درس دیا اور تقلید جامد کے ان بندھنوں کو توڑا جو برسہا برس سے مسلمانوں نے اپنے گلے کے طوق بنا رکھے تھے اس سلسلہ میں آپ کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کئی دفعہ پابند سلاسل ہوئے لیکن زندگی کے آخری لمحات تک اس دعوت حق کے دینے سے گریز نہ کیا جس کی ابتداء پہلے روز کی تھی تاآنکہ انہی قید و بند کی صعوبتوں میں آپ نے آخر ذوالقعدہ ۷۲۸ھ میں اس دار فانی کو چھوڑ کر دار بقا کا رخ کیا۔

امام ابن تیمیہؒ حق گوئی و بے باکی کے ممتاز ترین وصف سے پوری طرح متصف تھے صاحب درکامنہ لکھتے ہیں کہ۔

"قطلوبک منصوری ملک شام کا ایک ترکی رئیس تھا۔ حکومت میں بھی اس کو بڑا رسوخ تھا تاجروں سے چیزیں خریدتا تھا اور ان کی قیمت فوراً ادا نہیں کرتا تھا پیسہ وصول کرنے کے لئے تاجروں کو بار بار اس کے گھر کا چکر لگانا پڑتا تھا اور کبھی کسی سے ناراض ہوا تو اس کو درے بھی لگوا دیتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے ایک تاجر کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا۔ اس کو کئی مرتبہ گھمانے پھرانے کے باوجود روپیہ نہیں دیا۔

اس نے امام موصوفؒ سے واقعہ بیان کیا۔ وہ اس کو لے کر سیدھے قطلوبک کے پاس گئے۔ دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ تاجر کی داد رسی کے لئے آئے ہیں۔ ملاقات ہوتے ہی طنز کے طور پر کہا جب تم کسی امیر کو کسی فقیر کے دروازے پر دیکھو تو سمجھو کہ امیر اور فقیر دونوں اچھے ہیں اور جب تم کسی فقیر کو کسی امیر کے دروازے پر دیکھو تو سمجھو فقیر اور امیر دونوں برے ہیں۔ امام موصوف نے فوراً ہی جواب دیا۔ فرعون تجھ سے برا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام مجھ سے اچھے تھے اس کے باوجود حضرت موسیٰؑ ہر روز فرعون کی ڈیوڑھی پر جاتے تھے اور اس کو ایمان کی دعوت دیتے تھے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ فرعون حضرت موسیٰؑ کے دروازے پر گیا ہو۔ میں تجھ کو حکم دیتا ہوں کہ اس تاجر کا حق ادا کرو۔ امام ابن تیمیہؒ کا برمحل جواب سن کر قطلوبک شرمندہ ہو گیا کوئی جواب نہیں بن پڑا اور بعدازیں فوراً ہی تاجر کا روپیہ ادا کر دیا"

امام موصوف بڑے سے بڑے شخص کے سامنے بھی اس زور اور قوت کے ساتھ گفتگو کرتے تھے کہ مخاطب ان سے مرعوب ہو جاتا تھا اسی حق گوئی و بے باکی کی وجہ سے ان کو مختلف مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسرے علماء مصلحت کا خیال کر کے بعض اوقات چپ ہو جاتے تھے مگر امام موصوف کسی کی پرواہ کئے بغیر مسئلہ کی حقیقت کو پیش کر دیتے تھے۔ امام جب اسکندریہ سے رہا ہو کر آئے اور سلطان ناصر اور اس کے وزیر نے اہل کتاب سے ایک بھاری رقم لے کر ان کے ساتھ رعایت کرنا چاہی اور سلطان نے علماء سے فتویٰ پوچھا تو اس کے تیور دیکھ کر علماء خاموش ہو گئے مگر امام موصوف نے اس پہلی ہی مجلس میں سلطان کو ڈانٹنا شروع کر دیا اور اس کا ہرگز کوئی خیال نہیں کیا کہ اس کی مہربانی سے قید سے رہا ہو کر آئے ہیں۔ اسی طرح جود و سخا میں بھی آپ بے نظیر تھے۔

امام موصوف کوئی مالدار آدمی نہیں تھے۔ انہیں دارالحدیث السکریہ اور دارالحدیث الحنبلیہ میں پڑھانے کی معمولی تنخواہ ملتی تھی۔ انہوں نے شادی نہیں کی تھی۔ ان کا کھانا پینا زیادہ تر ان کے بھائی شیخ شرف الدین عبداللہ ابن تیمیہؒ کے ہاں تھا اور جب مصر میں تھے تو وہ اپنے چچا زاد بھائی کے گھر رہا کرتے تھے تاہم وہ اپنی استطاعت کے مطابق ہر ایک کی امداد و اعانت کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ درہم و دینار اور کپڑا جو کچھ بھی ان کے پاس موجود ہوتا وہ حاجت مندوں کو دے دیتے تھے۔ جب کبھی کسی کے پاس سے تحفے تحائف آتے تھے تو اس میں سب کو شریک کر لیا کرتے تھے۔ شیخ شہاب الدین احمد بن فضل اللہ العمریؒ کہتے ہیں کہ۔

"ہر سال عطیوں کی صورت میں بہت سے دینار اور درہم ان کے پاس آتے تھے جن کو وہ غریبوں کے درمیان تقسیم کر دیا کرتے تھے اور اپنے نفس کے لئے ان میں کوئی پیسہ خرچ نہیں کیا کرتے تھے"

ایک مرتبہ ایک شخص آیا اور اس نے سلام کیا۔ صورت دیکھتے ہی پہچان لیا کہ اس کو عمامہ کی ضرورت ہے۔ آپ نے اپنا عمامہ نکالا اور اس کا آدھا حصہ چاک کر کے اس کے حوالے کر دیا۔

ایک دن ایک راہ چلتے آدمی نے ان کو دعا دی اور آپ نے اپنے لباس کا ایک حصہ اس کے حوالے کر دیا اور کہا جاؤ اس کو اپنے کام میں لے آؤ۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے ایک کتاب مانگی۔ امام ابن تیمیہؒ نے کہا

"لو تمہارے سامنے ساری کتابیں رکھی ہیں جو چاہو پسند کر کے اٹھا لو"

اس نے اپنے لئے وہی قرآن مجید پسند کیا جس کو آپ نے کئی درہم دے کر خریدا تھا۔ جب وہ لے کر چلا گیا تو آپ کے ساتھیوں نے ملامت کی۔ انہوں نے کہا۔

"کیا میرے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ مانگے اور میں اس کو نہ دوں۔ اس سے اس کو کچھ نہ کچھ فائدہ ہی ہو جائے گا۔"

پھر کہا کہ۔

"اگر کسی سے علم مانگا جائے تو اس کے دینے سے کسی کو انکار نہیں کرنا چاہیئے"

ابراہیم
کشمینا
انٹرنیشنل
کشمینا اُون جیسی کوئی اُون نہیں
ابراہیم سپنرز
۶۲۔ شاہ عالم مارکیٹ لاہور
فون :- ۶۶۱۳۵ —— ۳۲۴۶۸۲ —— ۲۲۴۱۹۰